دن میں دوائی لینے کے عذر سے روزہ چھوڑنا

مجیب: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3644

تاریخ اجراء: 03 رمضان المبارک 1446ھ / 04 مارچ 2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

مجھے آنت میں انفیکشن ہے، ڈاکٹر نے دن میں تین دفعہ دوائی لینے کا کہا ہے، اور کہا ہے کہ اگر دن میں دو دفعہ دوائی لی تو مسئلہ حل نہیں ہو گا، اب ایسی صورت میں کیا دن میں تین بار دوائی استعمال کرنے کیلئے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر اُس دوا کو لینے میں وقت کی کوئی پابندی نہ ہو اور وہ دوا دن میں تین دفعہ اس طرح استعمال کی جاسکتی ہو کہ ایک دفعہ سحری میں، دوسری دفعہ افطاری میں اور تیسری دفعہ رات کے کسی حصے میں کھالی جائے، اور اس سے کوئی ضرر نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں روزہ چھوڑنے کی ہر گز ہر گز اجازت نہیں ہو گی۔ عام طور پر رمضان المبارک میں روزے کی وجہ سے اس طریقہ کار کے مطابق بھی دوا کھانے کی ڈاکٹر اجازت دے دیتے ہیں، لہذا اپنے متعلقہ ڈاکٹر سے اس طریقے کے بارے میں مشورہ کر لیا جائے۔ ہاں البتہ! بعض دوائیں مقررہ وقت پر ہی لینا ضروری ہوتا ہے، ورنہ وہ مؤثر نہیں رہتیں، لہذا اگر وہ دوا دن کے کسی ٹائم میں ہی کھانا ضروری ہو اور دن میں دوا نہ لینے کے سبب مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے صحیح ہونے کا صحیح اندیشہ (غالب گمان) ہو، تو اس صورت میں فی الحال روزہ چھوڑنے کی اجازت ہو گی، اور بعد میں چھوٹ جانے والے روزوں کی قضا کرنی ہو گی۔

غالب گمان ہونے کی تین صورتیں ہیں:

اس کی کوئی ظاہری نشانی ہو یا اپنا ذاتی تجربہ ہو یا مسلمان غیر فاسق ماہر ڈاکٹر کے بتانے سے معلوم ہو اور اگر کہیں غیر فاسق میسر نہ ہو تو غور و فکر کے بعد اس کی بات پر دل جمتا ہو کہ یہ ڈاکٹر خوامخواہ نہیں کہہ رہا، اس صورت میں بھی

احتیاط یہ ہے کہ دو تین مزید ماہر ڈاکٹروں سے اس بارے میں مشورہ کر لیا جائے، خاص طور پر دینی ذہن رکھنے والے سے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے "(الأعذار التي تبيح الإفطار۔۔۔ ومنها المرض) المريض إذا خاف على نفسه التلف أو ذهاب عضو يفطر بالإجماع، وإن خاف زيادة العلة وامتدادها فكذلك عندنا، وعليه القضاء إذا أفطر كذا في المحيط. ثم معرفة ذلك باجتهاد المريض والاجتهاد غير مجرد الوهم بل هو غلبة ظن عن أمارة أو تجربة أو بإخبار طبيب مسلم غير ظاهر الفسق كذا في فتح القدير. والصحيح الذي يخشى أن يمرض بالصوم فهو كالمريض هكذا في التبيين" ترجمہ: وہ اعذار جن میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، ان میں سے ایک عذر بیماری ہے، اگر بیمار کو اپنی جان کے تلف ہونے یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو وہ بالاتفاق روزہ چھوڑ سکتا ہے، اور اگر اسے بیماری کے بڑھنے یا طول پکڑنے کا اندیشہ ہو تو ہمارے نزدیک تب بھی روزہ چھوڑ سکتا ہے اور جب وہ روزہ چھوڑے گا تو اس پر قضا لازم ہو گی، یونہی محیط میں ہے۔ پھر اُس (جان کے ضائع ہونے یا عضو کے تلف ہونے یا بیماری کے بڑھنے یا دیر میں صحیح ہونے) کا علم مریض کے اجتہاد سے ہو گا، اور اجتہاد محض وہم نہیں بلکہ غالب گمان پر مبنی ہو گا جو کسی علامت، تجربے یا کسی مسلمان غیر فاسق طبیب کی خبر سے حاصل ہو، یونہی فتح القدیر میں ہے۔ اور جو تندرست شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہونے کا اندیشہ رکھتا ہو، تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہو گا، یونہی تبیین میں ہے۔ (الفتاوی الهندية، جلد 1، صفحه 206، 207، دار الفکر، بیروت)

تبیین الحقائق میں ہے "والظاهر أنه كالفاسق حتى يعتبر في خبره في الديانات أكبر الرأي كما في خبر الفاسق۔۔۔ ومن الديانات الإخبار بنجاسة الماء حتى إذا أخبره عدل أنه نجس تيمم، ولا يتوضأ به، وإن كان المخبر فاسقا تحرى فيه، وكذا إذا كان مستورا في الصحيح فإن غلب على ظنه أنه صادق تيمم، ولا يتوضأ به۔۔۔ ولو كان أكبر رأيه أنه كاذب يتوضأ به، ولا يتيمم" ترجمہ: ظاہر یہی ہے کہ مستور الحال فاسق کی طرح ہے حتی کہ دیانات کے متعلق اس کی خبر میں ظنِ غالب کا اعتبار ہو گا جیسا کہ فاسق کی خبر میں ہوتا ہے، اور دیانات میں سے پانی کے ناپاک ہونے کی خبر دینا بھی ہے، تو اگر اسے کسی عادل شخص نے پانی کے ناپاک ہونے کی خبر دی تو یہ تیمم کرے، اور اس پانی سے وضو نہ کرے، اور اگر خبر دینے والا فاسق ہو تو تحری کرے، یونہی جب مستور الحال ہو تو بھی صحیح قول کے مطابق تحری کرے، تو اگر اس کے ظنِ غالب میں یہی ہو کہ یہ سچا ہے تو

تیمم کرے اور اس پانی سے وضو نہ کرے اور اگر اس کا ظن غالب ہو کہ یہ جھوٹا ہے تو اس پانی سے وضو کرے اور تیمم نہ کرے۔ (تبیین الحقائق، ج 6، ص 13، مطبوعہ: قاھرہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ بہار شریعت میں لکھتے ہیں: "مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔۔۔ ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے، محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں: (1) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا (2) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا (3) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 1003، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net